ڈاکٹر کے آئن پنڈت

قسط نمبر (۲)

بیدل عظیم آبادی

(حصہ دوم) (درویشوں کے ساتھ ملاقات)

شیخ کمال ۔ ان دنوں کچھ ایسے بزرگوں کے ساتھ بیدل کی ملاقات ہوئی جو اس کے خضر طریق اور رہنما ہیں اور جن کے حضور سے اس نے فیض حاصل کیا۔ ان میں شیخ کمال، شاہ ملوک، شاہ فاضل اور شاہ قاسم ہواللہی جیسے لوگ شامل ہیں۔ خوشگو کا کہنا ہے کہ میرزا کمال پہلا شخص ہے جس نے بیدل کے اشعار کی اصلاح کی۔ شیخ کمال اپنے وقت کا بڑا عالم اور سلسلۂ قادریہ کے مشائخ میں سے تھا اور بہار کے قصبہ رانی ساگر کا رہنے والا تھا۔ بیدل کا باپ بھی اس کے ساتھ خلوص رکھتا تھا اور علاوہ ازیں بیدل کا چچا یعنی میرزا قلندر بھی شیخ کمال کے ساتھ ہم خرقہ ہونے کی نسبت رکھتا تھا۔ میرزا کمال نے ہی بیدل کو شعر و شاعری کی طرف راغب کیا اور جیسے کہ ذکر بتایا گیا، بیدل نے چہار عنصر میں واضح طور سے لکھا ہے کہ وہ اپنے اشعار کی تصحیح اسی میرزا کمال سے کرواتا تھا۔ میرزا کمال پہلا شخص ہے جس کی بیدل نے اپنے چہار عنصر میں تعریف کی ہے۔ بیدل اس کے عارفانہ شعور اور صوفیانہ ذوق کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ "... شیخ کمال به وارستگی و بی‌نشانی ... می‌برد ... تار و عرش سایش از جامهٔ نمایش ظهور به (کنز الخفی الاسم) کلاه پردانسته و از ملبوسات تعین چون صبح صادق به ردای سفیدی ساخته بود ... همیشه جوشش نم آلودی سینه اشراپر آه بود۔ در بدایت کار با سده رویان سر و کار داشت و در ظاهر آنها را با تعویذ و حرز لیسوی خود متوجه می‌گردانید و در حقیقت به وسیلهٔ آنها را براه راست هدایت میکرد۔"

شیخ کمال سے حاصل کیے گئے فیض کے متعلق بیدل لکھتا ہے ؎

شبنم از خورشید فیضش عالم بالا شود   قطرہ گر دریا شود از صحبت دریا شود

Scanned with OKEN Scanner

مایۂ رنگینی اندوز دز ابر تو بہار   تا کف خاکی چمن پرداز خوبی ہا شود

شاہ ملوک، وہ بھی رانی ساگر (بہار) کا ایک مجذوب تھا۔ بیدل اپنے چچا کی وساطت سے اس کے محضر میں پہنچا۔ شاہ ملوک سر و پا برہنہ، شوریدہ و شیدا، ہمیشہ مجذوبوں اور جنون زدہ لوگوں کی طرح اپنے ساتھ باتیں کیا کرتا تھا۔ وہ بیدل کو اشاروں، کنایوں سے سمجھاتا رہا کہ شاعری کی طرف مائل ہو جائے اور اپنے سینہ سے پُرسوز نالہ نکالے۔ چنانچہ چہار عنصر (طبع صفدری، بمبئی) میں اس کے متعلق بیدل نے لکھا ہے: "روزی فقیر سامع کلمات بیرنگی آیا تش بود تا دریابد آن خمکدہ عالم اسرار از چہ کیف مترنم غلغلہ جوش است و آن قانون محفل حقیقت بہ چہ آہنگ محرک سلسلۂ خروش ناگاہ بشارت نوای این زمزمہ اشا دریافت کہ ای ہوس انتظار رموز حقائق از دلبستان اعتبار وجود بحرف و صوت پراگندہ قانع مباش ... ... تا ممکن است بہ عشق موزونی خامہ جہدی بر تراش و حتی میگوید کہ گوش بر این شوریدہ نہ نہد، آنچہ در غلال گفتار او موزون می یابد آن را بر مشق ترجیحت خویش قرار دہد۔" بیدل نے تین شبانہ روز (۷۲) کی باتوں کو بگوش ہوش سنا۔ اس کی عارفانہ اور مجذوبانہ باتوں کو جو بقول بیدل ہندوؤں کی اصطلاحات [یعنی اصطلاعات ویدانت] میں ادا کی گئی تھیں، بیدل نے چالیس اشعار کے قالب میں ڈھال دیا، لیکن کلیات صفدری اور چہار عنصر کی کافی تلاش کے بعد یہ اشعار راقم کو دستیاب نہ ہو سکے۔

چہار عنصر میں بیدل نے لکھا ہے کہ جب میں نے شاہ ملوک کا ذکر شیخ کمال کے پاس کیا تو شیخ کو برہنہ شوریدوں کا وطیرہ پسند نہ آیا اور اس کو نفس انسانی کی کرامت کے منافی خیال کیا۔ اس نے لوگوں کو اس طائفہ کی پیروی سے منع کیا۔ لیکن بیدل نے ان دو متضاد عقیدوں کے بدلے اعتدال کو اختیار کیا۔ ان دونوں نغموں کو ایک ہی مضراب کی ضرب کا نتیجہ سمجھا اور ان دو دریاؤں کو ایک ہی منبع سے نکلتے پایا۔ چنانچہ خود لکھتا ہے۔

"خواہ گرمی را آتش طبیعت، دانند خواہ آتش را لباس گرمی پوشانند، چون حاصل برہم زدن دو دست یک صدا است و نتیجۂ تحریک، دو لب یک ... دماغ معنی سراغ از گردش این ساغر یک نشہ دو بالا گرداند و طبیعت حق مسائل بہ مطالعۂ این دو نسخہ یک سبق بہ تکرار بیند۔" بہرحال بیدل نے اس مجذوب سے بہت معنوی استفادہ حاصل کیا اور اپنی

Scanned with OKEN Scanner

زبان کے شعلہ کی گرمی کو اس کی صحبت کی تاثیر سمجھا۔ چنانچہ ؎

بیدل چقدر بر تو نفس سوختہ اند — کاین شعلہ بیان کلامت آموختہ اند
ای شمع ز پرتو تو اندیشہ گداخت — گویا نگداز دلت افروختہ اند

شاہ فاضل: ایک اور مجذوب، جس کو بیدل نے شاہ فاضل کے نام سے یاد کیا ہے، تفسیر اور حدیث میں بڑی دسترس رکھتا تھا۔ اس کے علاوہ مابعد الطبیعیات اور علم بیان میں بھی استادی کے درجہ کو پہنچ چکا تھا۔ اپنی نظم و نثر میں کئی جگہ بیدل نے اس کی تعریف کرتے ہوئے استادوں میں شمار کیا ہے۔ اس ضمن میں دو شعر چہار عنصر کے حوالے سے پیش کیے جاتے ہیں:-

"از دانشگاہ انجمن وہم جستہ ای — بیرون کائنات چو عنقا نشستہ ای
دامن ز گرد الفت امکان فشاندہ ای — طرف کلاہ ز زنگ دو عالم شکستہ ای"

غالباً شاہ فاضل نے بیدل کو شعر میں عرفانی مضامین لانے کی زیادہ ترغیب دی۔ ان کی ملاقات کا سال وثوق سے معلوم نہیں اتنا پتہ چلتا ہے کہ بیدل اپنے چچا میرزا قلندر کے ساتھ اس عارف کے حضور میں پہنچا۔ اس لیے ممکن ہے کہ یہ ملاقات سال ۱۰۶۴ سے لیکر ۱۰۷۵ ہجری کے درمیان واقع ہوئی ہو۔

شاہ قاسم ہو اللہی: سب سے بڑا عارف جس نے بیدل کی شاعرانہ صلاحیت میں معنوی طور ترتیب اور تاثیر کا حصہ ادا کیا، شاہ قاسم تھا۔ اس نے بیدل کو "تلامذۃ الرحمٰن" کے زمرہ میں شامل کیا اور اس کی طبیعت کی موزونی کو "ذاتی" بتایا۔ بیدل اپنے ماموں میرزا ظریف کی رہنمائی سے اس بزرگ کی خدمت میں سال ۱۰۷۱ ہجری میں اڑیسہ میں مشرف ہوا۔ تین سال تک اسی رہنمائے حقیقت کے فیض سے مستفید ہوتا رہا اور اپنے ہی قول کے مطابق "دراں محفل قدم در عالم دیگر گذاشت و چمن ہا بر سر زد"۔ چنانکہ یہ شعر اس مطلب کی وضاحت کرتے ہیں:-

خاک بودیم از بہار جلوہ ای ساغر زدیم — دیگراں گلچین شدند و ما چمن بر سر زدیم
غافلان از گفتگو رفتند تا موج حباب — ما چو غواص از تامل بر سر گوہر زدیم
ہمچو شمع آخر غبار ما بہ بیرنگی رسید — در ہمین محفل قدم در عالم دیگر زدیم

شاہ قاسم کے ساتھ پہلی ملاقات کا واقعہ دلچسپ ہے اور چہار عنصر میں بڑی تفصیل کے

ساتھ اس کا ذکر ہوا ہے لیکن ہم یہاں اسے اختصار کے ساتھ بیان کریں گے۔ ایک دن بیدل میرزا ظریف کے ساتھ دریائے گنگا کے کنارے بیٹھا قرآن مجید کی تفسیر میں منہمک تھا۔ شاہ قاسم سے منسوب درویشوں میں سے ایک درویش سامنے آیا اور انہیں اس طرف شاہ قاسم کے آنے کی خبر دی۔ وہ اٹھ کر شاہ قاسم کی طرف چل دیے۔ جب اس کے محضر میں پہنچ گئے، تو سب سے پہلا حرف جو شاہ قاسم کی زبان سے سنا یہ تھا۔ "الحمد اللہ ما و شما درین شہر باہم رسیدہ ایم فرصتہا مغتنم شوق است و صحبتہا غنیمت ذوق۔" اس کے بعد انہوں نے اسی آیت کی تفسیر شاہ قاسم سے پوچھی جس پر وہ تھوڑی دیر پہلے غور کر رہے تھے۔ شاہ قاسم نے اس قدر دقیق اور نادر نکات بیان کیے کہ میرزا ظریف، باوجودیکہ تفسیر میں کافی تبحر رکھتا تھا، بے اختیار اس کے قدموں پر جا گرا اور کہا کہ میں نے چالیس برس تک مدرسہ کے علما و ثقات سے کسب علم کیا اور تفسیر میں تحقیق کی سند حاصل کی۔ اگر تفسیر اور کمال یہ ہیں جن کا ثبوت آپ دے رہے ہیں تو افسوس اس عمر پر ہے جو میں نے بے تمیزی کے کسب میں گزاری۔ بیدل بھی اس سید زادہ کے فضل و کمال اور جمال معنوی کا اس قدر فریفتہ ہوا کہ دیوانہ وار بول اٹھا ؎

قبلہ خوانم یا پیمبر یا خدا یا کعبہ ات
اصطلاح شوق بسیار است و من دیوانہ ام

اس واقعہ کے بعد بیدل ہمیشہ شاہ قاسم کی مجلس میں حاضر ہو کر اس کی گرم گفتاری سے فیض یاب ہوا کرتا تھا۔ ایک دن شاہ قاسم کے بھائی میر عبد السلام نے بیدل کی تعریف کی اور ایک طرح کی سفارش بھی کی۔ شاہ قاسم نے تبسم کیا اور کہا "بیدل از کسانیست کہ در ازل با فیض حقیقت جوشیدہ و تا ابد احوال شان در تتق انوار غیب پوشیدہ باشد۔ باطن اسرار نبوت بہ تربیت وی می پردازد و حقیقت انوار ولایت آنہارا ہدایت می کند۔ ما از ہمدیگر استفادہ میکنیم و آنچہ بما ودیعت سپردہ اند بہ ہمدیگر میرسانیم۔" بیدل نے کہا ہے کہ شاہ قاسم کی باتوں سے سنائی کے گفتار کی بو آتی ہے۔ اپنی ذہنی تربیت میں شاہ قاسم کے اثر کی تعریف میں کہا ہے ؎

تا بہار زندگی دارد سر برگ نفس
موبہ مو ہم آشیان سجدۂ تسلیم اوست

مرگ ہم زان آستان مشکل کہ سازد منفعلم
ہر قدر خاکم ہوا گیرد ہمان تعلیم اوست

باوجود غفلت از سازم نمی باید دوئی | گر رہا گر غوف آہنگ امید و بیم اوست
رنگ گل تا شوخی سنبل بہار اندودہ است | آنچہ از اندیشہ ادا گل می کند تعلیم اوست

بیدل نے اس بزرگ کے ساتھ اپنے تعلقات کی جو تفصیل دی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے افکار اور عقاید کی بنیاد اسی شاہ قاسم کے صوفیانہ افکار پر مبنی ہے۔
ایک بار بیدل کہاری نام کے گاؤں میں سخت بیمار ہوا۔ اسی حال میں ایک رات شاہ قاسم کو خواب میں اس کے لیے شفا کی دعا مانگتے دیکھا بلکہ اسے صحت یابی کی خوشخبری بھی سنائی۔ صبح جب بیدل اٹھا تو کافی حد تک افاقہ ہو پایا تھا۔ بہرحال بیدل تین سال تک اس بزرگوار سے کسب فیض کرتا رہا اور اس کے ذوق کے چشمہ سے جرعہ نوشی کرتا رہا۔ شاہ قاسم ۱۰۸۲ھ میں عالم باقی کی طرف رہسپار ہوا اور بیدل نے تاریخ وفات میں یہ مصراع کہا :-

"ز بی تعینی ذات رفت نام صفت"

اس ضمن میں بیدل نے چہار عنصر (چاپ صفدری صفحہ ۷۴-۱۷۶) میں ایک دلچسپ واقعہ یوں درج کیا ہے "سال ۱۰۸۲ھ میں ایک بار میں نے شاہ قاسم کو دو بار پے در پے خواب میں دیکھا۔ پہلی بار اس کے ہاتھ میں ایک پیالہ دیکھا جسے اس نے یک بار پی لیا۔ دوسری رات پھر اسے خواب میں ایک پیالہ اور صراحی لئے دیکھا۔ اس نے دونوں چیزیں میری طرف بڑھا دیں۔ میں نے اس سے لیکر پیالے کو پر کیا اور شاہ قاسم کو پیش کیا۔ لیکن شاہ قاسم نے لینے سے معذرت حاصل کرتے ہوئے کہا کہ "ہم نے اپنے پیمانے کا دور کل رات ختم کر لیا۔ یہ آپ کا حصہ ہے۔" تیسری رات میں نے ایک بار پھر خواب دیکھا کہ نورانیوں کی ایک جماعت حلقہ بنائے بیٹھی ہے اور مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ اگر شاہ قاسم کی رحلت کے بارے میں مادۂ تاریخ میں مصراع کہا ہو تو اُسے ہمارے سامنے پڑھو۔ میں نے مندرجہ بالا مصراع پڑھ کر سنایا۔ جب صبح بیدار ہوا تو اس مصراع کے مفہوم کو سمجھ نہ سکا۔ لیکن بعد میں جب شاہ قاسم کی وفات کی اطلاع ملی تو معلوم ہوا مصراع معنی اور مادۂ تاریخ دونوں لحاظ سے مناسب حال ہے۔"

ان بزرگ لوگوں کی مجلسوں اور صحبت میں بیدل توحید کی تحقیق میں مشغول ہوا۔ ان مجلسوں سے حاصل کیا گیا استفادہ اس کے اشعار اور افکار پر دائمی اثر ڈال سکا۔ ان محفلوں

میں عارف اور صوفی لوگ دن رات وحدت و کثرت، حقیقت و مجاز، ممکن و واجب، ممکنات ان فی و مراتب وجود جیسے گہرے مسائل و موضوعات پر بحث کیا کرتے۔ یہ سب بزرگ بیدل کے ساتھ بڑی شفقت سے پیش آتے اور ان کے اور بیدل کے درمیان قلبی روابط بڑے مستحکم ہوتے گئے۔ بیدل ان کے خوارق اور کرامات کا مشاہدہ کرتا اور ان مجلسوں کو بایزید بسطامی اور شبلی اور جنید کی مجلسوں کا عدیل خیال کرتا اور ہمیشہ کہا کرتا کہ "وصف این طائفہ تفسیر کلام اللہ است۔" ان عارفوں کے ساتھ قربت کی بنا پر بیدل اسلامی تعلیمات اور فلسفہ کی روح سے آشنا ہوا اور تصوف کی طرف بھی مائل ہوتا گیا۔ مجاہدہ اور ریاضت کو بھی زیر نظر لایا۔ الغرض ان نیک مردوں کی صحبت سے بیدل کو جو فیض حاصل ہوا اس کو اس شعر میں ضبط کیا ہے ؂

صحبت ما جید لان جوہر اکسیر غنا است
بی صدف قطرہ مجالست کہ گوہر گردد